

شوہر کی اجازت کے بغیر انفاق

س: میرے شوہر ملک سے باہر ہیں۔ انھوں نے بینک اکاؤنٹ صرف میرے نام سے کھلوایا ہے تاکہ مجھے رقم نکالوانے میں دشواری نہ ہو۔ انھوں نے خرچ کا تقریباً اگلی اختیار مجھے دیا ہوا ہے۔ اب اگر میں ان سے پوچھنے بغیر فی سبیل اللہ کچھ خرچ کروں تو کیا گناہ ہوگا؟ جب کہ میری خواہش ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے بھی راہِ خدا میں خرچ کروں؟ واضح رہے کہ وہ گھر میں خرچ کے متعلق تو کچھ نہیں بولتے مگر شاید صدقہ خیرات کو بہت زیادہ پسند نہ کریں۔ یہاں پر یہ بات بھی بتاتی چلوں کہ وہ خود الحمد للہ فی سبیل اللہ کافی خرچ کرتے ہیں مگر میرا خرچ کرنا انھیں برا لگتا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے کچھ رقم ان سے چھپا کر پس انداز کی ہوئی ہے۔ اگر میں اسے گھر میں خرچ کر دوں اور بعد میں انھیں بتاؤں تو انھیں برا نہیں لگے گا بلکہ وہ خوش ہوں گے اور اگر ان کو بتا کر فی سبیل اللہ دے دوں تو ایک تو انھیں شاید اعتراض بھی ہو اور دوسرے یہ کہ ہو سکتا ہے وہ خود خیرات کرنے سے اپنا ہاتھ روک لیں جو میں نہیں چاہتی۔ کیا ان حالات میں میں انھیں بتائے بغیر یہ رقم فی سبیل اللہ خرچ کر سکتی ہوں؟

ج: مالی معاملات میں اور وہ بھی خصوصاً جب ان کا تعلق قریبی رشتہ داروں کے ساتھ ہو غیر معمولی احتیاط کرنا ایمان کا تقاضا ہے اور آپ کو اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے آپ کو نہ صرف اس معاملے میں باشعور بنایا بلکہ آپ کے شوہر کے دل میں آپ کے لیے اتنا اعتماد پیدا کیا کہ وہ گھر کے خرچ میں آپ سے کوئی حساب طلب نہیں کرتے۔ ایسی صورت حال میں آپ کی فکر مندی قابلِ فہم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان میں مزید اضافہ کرے اور آپ پر آپ کے شوہر کے اعتماد کو ہمیشہ قائم رکھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث صحیح میں یہ بات فرمائی گئی ہے کہ سربراہِ خاندان گھر کا امیر ہے اور اس بنا پر جواب دہ بھی ہے (اصل الفاظ مسؤل کے ہیں)۔ اس کی غیر موجودگی میں مسؤلیت 'امارت' کی ذمہ داری بیوی کی ہے اور بیوی کی غیر موجودگی میں جو ملازم گھر کا نگراں یا

محافظ بنایا جائے اس کی ہے۔ اس حدیث سے جو اصول نکلا وہ بڑا اہم ہے یعنی سربراہ کی حیثیت سے جو فیصلے ایک شوہر یا باپ کو کرنے ہوتے ہیں اس کی غیر موجودگی میں یہی منصب اور مسئولیت اس کی بیوی کی ہو جائے گی۔ ظاہر ہے یہ مسئولیت محض اولاد کی تربیت تک محدود نہیں ہے بلکہ گھر کے تمام معاملات کی ہے جس میں مالی معاملات بھی شامل ہیں۔ فقہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جب تک ایک مباح کام سے روکا نہ جائے اس کے کرنے کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ آپ کے سلسلے میں چونکہ آپ کے شوہر نے آپ کو خود یہ اختیار دیا ہوا ہے کہ آپ جس طرح چاہیں خرچ کریں اس لیے اس سلسلے میں آپ کو مزید پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

یہ بات بھی قرآن وحدیث سے واضح ہوتی ہے کہ اللہ کے راستے میں دینے کی ذمہ داری محض شوہر کی نہیں بلکہ بیوی کی بھی ہے۔ جہاں کہیں بھی قرآن کریم مومن مردوں اور عورتوں کی خصوصیات بیان کرتا ہے وہاں دونوں کا الگ الگ ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے کہ وہ مومن مرد اور وہ مومن عورتیں جو نماز میں خشوع، زکوٰۃ پر عامل، لغویات سے پرہیز اور عزت کی حفاظت کرنے والے ہیں اور امانتوں اور عہدوں کا پاس کرتے ہیں وہ وراثت میں یعنی بطور انعام کے فردوس پائیں گے۔ (المومنون ۱: ۲۴-۱۰)

یہاں پر زکوٰۃ اور دیگر معاملات میں مومن مردوں اور عورتوں کو انفرادی طور پر ذمہ دار اور جواب دہ بتایا گیا ہے۔ اگر ایک بیوی صاحب نصاب ہے تو محض شوہر کی جانب سے اپنے اثاثے پر زکوٰۃ دینے سے وہ بری الذمہ نہیں ہو جاتی۔ ایسے میں جب آپ کے شوہر نے گھر کے خرچ میں آپ کو مکمل اختیار دیا ہے تو اب مسئولیت آپ کی ہے اور آپ کو خود اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلے کرنے ہوں گے۔

یہ بات بہت خوشی کا باعث ہے کہ آپ کے شوہر الحمد للہ خود اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں لیکن کسی وقت یہ غور کریں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے۔ اس کے باوجود جب آپ ایک مرتبہ گھر تشریف لاتے ہیں اور ام المومنین سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کہیں سے گوشت تحفتاً آیا تھا، انھوں نے اس کا بیش تر حصہ اللہ کی راہ میں دے دیا اور صرف ایک دست نی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بجا کر رکھا ہے تو شارع اعظم

صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات فرمائی اس سے بہت سے اصول نکلتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے جو اللہ کی راہ میں دے دیا وہی تونچ گیا۔ گویا اللہ کی راہ میں جتنا دیا جائے گا وہ دینے والے کے حساب میں سات سو گنا یا اس سے بھی زائد بڑھا کر جمع ہو گیا۔ کیا آپؐ اور آپ کے شوہر یہ پسند نہیں کریں گے کہ جو کچھ وہ دیں اس کا اجر تو انھیں ملے ہی ساتھ میں جو آپؐ اس طرح دیں کہ دوسرے ہاتھ (یعنی آپ کے شوہر کو) کو اس کی خبر نہ ہو وہ بھی ان کے اور آپ کے حساب میں اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہو جائے؟

اگر کبھی آپ ضرورت محسوس کریں تو شوق سے اس کا ذکر بھی شوہر سے کر سکتی ہیں لیکن اگر ناراضی کا خطرہ ہو تو ذکر کرنا ضروری نہیں۔ ایک مرتبہ ملکیت جب آپ کے ہاتھ میں منتقل ہو گئی تو اب آپ کی صواب دید زیادہ معتبر ہوگی۔ (۱-۱)

☆ توسیع اشاعت مہم میں اپنا کردار ادا کیجیے۔

☆ فروخت میں اضافے کی شعوری کوشش کیجیے۔

☆ سیلز مین کے ذہن سے کام لے کر تدابیر اختیار کیجیے۔

☆ زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچائیے۔

☆ زیادہ سے زیادہ بک اسٹالوں پر مناسب ڈسپلے کے ساتھ رکھوائیے۔

☆ رسالے کو پہنچانا گاہک کی نہیں اپنی غرض ہے۔

☆ مستعد سروس دیجیے۔

☆ وصولی کیجیے اور بروقت ادا کیجیے۔

ایکجٹ

حضرات

سے

گزارش

بر دفعہ آرڈر میں اضافہ ہو، یہی کارکردگی ہے!

ترجمان القرآن

خریداری نمبر کا حوالہ شکایات پر فوری کارروائی یقینی بناتا ہے۔ دفتر سے خط و کتابت میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجیے۔ مینیجر